احیاءِ دین

ماہنامہ

حیاۃً طیبۃً

راولپنڈی

جلد:3 شمارہ:5

جمادی الاولیٰ 1445 ہجری/ دسمبر 2023 عیسوی

مدیر

امجد حسین

نائب مدیر

احمد ہارون

مجلسِ احباب

محمد صدیق، عرفان اکبر، شعیب احمد

زرِ سالانہ: 500 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

فی پرچہ: 50 روپے

برائے رابطہ: فقہ السنہ اکیڈمی، شیر زمان کالونی، گلی نمبر: 9، تلسہ روڈ، لالہ زار، راولپنڈی

0337-9828937

الخلیل پبلشنگ ہاؤس، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5553248_0323-8549241

akpublishing124@gmail.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

امجد حسین

القدس کی پکار اور امت کے زخم

فلسطین آج پھر لہولہو ہے۔ کشمیر اور فلسطین امتِ مسلمہ کے جسدِ ملی کے وہ زخم ہیں کہ مندمل ہونے کے بجائے وقفے وقفے سے ہرے ہو جاتے ہیں۔ بیسویں صدی کا دوسرا نصف پورا اور اکیسویں صدی کا بھی ربع، یہ پون صدی کا عرصہ ان دونوں خطوں کی لہو رنگ تاریخ سے رنگین ہے۔ امت اس عرصے میں اور بھی کتنے المیوں سے گزری ہے۔

تقسیمِ ہند کی لہو رنگ تاریخ، قبرص کا قضیہ، سانحۂ بنگال 71ء میں، کوسووو، بوسینا میں خونِ مسلم کی ارزانی، روس اور پھر نیٹو کے ہاتھوں افغانستان کو کھنڈر و قبرستان بنایا جانا، عراق کی تباہی، یمن کی تباہی برما اراکان کو مسلم قوم کی اجتماعی قتل گاہ بنانا، بھارت میں سانحہ گجرات اور ہر چند سالوں بعد مسلم نسل کشی کے المیوں کا رونما ہونا، چین میں کاشغر اور پورے چینی ترکستان کے مسلمانوں کو آزمائشوں سے گزرنا، خود وطنِ عزیز کا گزشتہ چار عشروں سے مسلسل خانہ جنگیوں اور پراکسی وار سے گزرنا، لبنان و شام میں خونِ مسلم کی ارزانی اور مسلسل المیوں سے گزرنا، لیبیا کا سامراج کی چراگاہ بننا، مشرقی تیمور اور سوڈان کے ایک بڑے حصے کا سقوط، یہ تمام المیے مسلم امہ نے اس پون صدی میں خصوصاً گزشتہ چار دہائیوں میں دیکھے۔

اس سے پہلے دو عالم گیر جنگوں اور خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے صدمے بھی مسلم تاریخ کے بڑے المیے تھے، اور آگے مستقبل میں جو بڑے بڑے خطرات و خدشات سر اٹھائے کھڑے ہیں۔

خصوصاً احادیثِ فتن میں مشرقِ وسطیٰ کے اس خطے میں جو واقعات اور انسانی تاریخ کے بڑے سانحات رونما ہونے ہیں، ان کا رونما ہونا موجودہ حالات میں نوشتہ دیوار نظر آتا ہے۔ آج ہم ایک ایسے دور میں کھڑے ہیں کہ جہاں ماضی اور حال کے ان زخموں کا مداوا اور درمان تو ہم کیا کرتے، آگے مزید بڑے المیے سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ تو اے مسلم قوم ہماری تیاری کیا ہے؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتن کے دور میں ہمیں ہدایات کیا دی گئی ہیں؟ ہم نے کرنا کیا ہے اور ہم کر کیا رہے ہیں؟ افسوس وہ دارورسن کا جن کو یا جن کے بھائی بندوں کو سامنا ہے وہ ''قد وگیسو'' میں الجھے ہوئے ہیں۔

ریاض ولاہور میں راگ ورنگ اور رقص وسرود کی محفلیں کیا آج ستاون (57) مسلم ملکوں اور ان کے مراعات یافتہ طبقات کے حال کی ترجمان ہیں؟ کیا یہ سب المیہ نہیں؟ غالب نے کہا تھا۔

قد وگیسو میں، قیس وکوہکن کی آزمائش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دارورسن کی آزمائش ہے

آؤ کہ بنیادوں کی طرف پلٹیں!

تین فطری قوانین

پہلا قانون فطرت: اگر کھیت میں ''دانہ'' نہ ڈالا جائے تو قدرت اسے ''گھاس پھوس'' سے بھر دیتی ہے۔ اسی طرح اگر ''دماغ'' کو ''اچھی فکروں'' سے نہ بھرا جائے تو ''کج فکری'' اسے اپنا مسکن بنا لیتی ہے۔ یعنی اس میں صرف الٹے سیدھے خیالات آتے ہیں اور وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔

دوسرا قانون فطرت: جس کے پاس ''جو کچھ'' ہوتا ہے وہ ''وہی کچھ'' بانٹتا ہے۔ خوش مزاج انسان خوشیاں بانٹتا ہے۔ غمزدہ انسان غم بانٹتا ہے۔ عالم علم بانٹتا ہے۔ دیندار انسان دین بانٹتا ہے۔ خوف زدہ انسان خوف بانٹتا ہے۔

تیسرا قانون فطرت: آپ کو زندگی میں جو کچھ بھی حاصل ہو اسے ''ہضم'' کرنا سیکھیں، اس لیے کہ کھانا ہضم نہ ہونے پر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ مال وثروت ہضم نہ ہونے کی صورت میں ریاکاری بڑھتی ہے۔ بات ہضم نہ ہونے پر چغلی اور غیبت بڑھتی ہے۔ تعریف ہضم نہ ہونے کی صورت میں غرور میں اضافہ ہوتا ہے۔ مذمت کے ہضم نہ ہونے کی وجہ سے دشمنی بڑھتی ہے۔ غم ہضم نہ ہونے کی صورت میں مایوسی بڑھتی ہے۔ اقتدار اور طاقت ہضم نہ ہونے کی صورت میں خطرات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(یاسر عرفات)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آسان فلکیات ابنِ صدیق

اپنی زمین

کرہ ارضی جس پر ابا حضور آدم علیہ السلام کو اتارا گیا اور اب ان کی اولاد آباد ہے سات خشکیوں اور سات سمندروں پر مشتمل اک گولا ہے عجیب۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے مستقرٌ ومستودع بنایا، عارضی ٹھکانا اور سپردگی کی جگہ ''بستی وقبرستان'' (مفہوم از انعام:۹۸) اس جیسی صفات وخصائص کا اور کوئی کرہ کائنات میں دریافت نہیں ہوا آج تک جس پر ہوا، پانی، کشش، دباؤ سب معتدل ہوں۔ اللہ پاک نے چار دن لگا کر اسے بنی آدم کی رہائش کے قابل بنایا اور اس کے اندر عجیب قوتیں اور روزیاں بھریں جو مخلوقات کو روز قیامت تک کافی ہوں۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِىَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِىْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ط سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ (سورة حم سجده، رقم الآية : ١٠)

''اور اسی (اللہ) نے زمین (کی تعمیر) میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں سامانِ معیشت مقرر کیا سب چار دن میں۔ تمام طلب گاروں کے لئے یکساں''

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث پاک دیکھئے جس کا تعلق باب بدا الخلق، پیدائش کی ابتدا سے ہے۔ فرمایا آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے: سنیچر یا ہفتہ کو اللہ تعالیٰ نے مٹی، زمین پیدا فرمائی۔ اتوار کے دن اس میں پہاڑ کھڑے کیے۔ سوموار کو درخت پیدا کئے۔ منگل کو مکروہ اور ناپسندیدہ چیزیں پیدا فرمائیں۔ بدھ کے روز نور پیدا فرمایا۔ جمعرات کو زمین میں جانور پھیلائے۔ اور جمعہ کو بعد عصر دن کی آخری گھڑی میں اپنی آخری مخلوق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تخلیق فرمائے (مسلم عن ابوھریرۃؓ بحوالہ ریاض الصالحین : ۲/۹۶۳۔ علماء کرام اس سے غالباً یہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ انسانی قیام کرہ زمین پر بہت تھوڑا سا باقی ہے... آگے قیامت۔ تفاصیل حضرات علماءِ کرام سے معلوم کرنا چاہئے)۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پچیس ہزار میل محیط کا یہ اعجب العجائب گولا قائمہ زاویہ کی طرح یا ایک کھڑے انسان کی طرح سیدھا کھڑا نہیں۔ چار میں سے تین حصے تو سیدھا ہے مگر ایک حصہ جھکا ہوا ہے مستقل۔ سطح زمین کے پھیلاؤ اور شکلوں، فاصلوں کے مطالعہ کو جیوگرافی کہتے ہیں کہ یہ زمین اور اس کے خطوں، علاقوں، مقامات کے نقشے بناتا ہے۔ اس کی سہولت کو کرہ ارضی اک فرضی جال میں شمالاً جنوباً شرقاً غرباً تقسیم کیا گیا۔ درمیان کی لکیر خط استوا سے نوے درجے شمال نوے جنوب اور خط تاریخ سے ایک سو اسی درجے مشرق، ایک سو اسی مغرب۔ کھڑی لکیروں کو طول بلد یا لونگی چوڈ کہتے ہیں جبکہ شرقاً غرباً لیٹی لکیروں کو عرضِ بلد یا لیٹی چوڈ کہتے ہیں۔ ہیں تو خطوط سب فرضی لیکن جغرافیائی حساب و ترتیبات میں ان کی اہمیت ہے۔

اہل فن نے ناپا تو کرہ زمین کا جھکاؤ ساڑھے تیئیس درجے کا نکلا۔ یہ عدد نوے شمال جنوب سے نکالا تو جواب آیا ساڑھے چھیاسٹھ ڈگری۔ پس کرہ ارضی ساڑھے چھیاسٹھ ڈگری زاویہ پر جھکا ہوا ہے۔ ۶۶ء۵ درجے شمال اور جنوب کی لکیر کو آرکٹک اور انٹارکٹک سرکل کہتے ہیں۔ اس زمینی جھکاؤ کی وجہ سے ان دونوں سرکلوں کے اندر واقع علاقوں پر سورج آدھا سال نظر آتا ہے آدھا سال غائب۔ اسے عرف میں لوگ چھ ماہ کا دن چھ ماہ کی رات کہتے ہیں۔ یہ علاقے سورج کی براہ راست چمک اور حرارت سے دور ہیں اور خشکی بھی ان میں کم ہے، پانی اور برف زیادہ پس یہاں انسانی آبادیاں بالکل کم ہیں۔

جھکاؤ باوجود سال میں دو وقت ایسے آتے ہیں کہ سورج خط استوا کے عین اوپر آجاتا ہے۔ ان دو موسموں میں سورج قطب شمالی سے جنوبی تک برابر چمکتا ہے پس پورے کرہ زمین پر موسم معتدل رہتا ہے۔ نہ گرمی زیادہ نہ سردی، ہم عرف میں اسے موسمِ بہار اور خزاں کہتے ہیں۔ جن مہینوں میں شمالی کرے کا جھکاؤ سورج جانب ہوتا ہے شمالی کرے میں موسم گرم اور جنوبی کرے میں سرد رہتا ہے۔ اس کے برعکس جن دنوں جنوبی کرے کا جھکاؤ سورج سامنے آتا ہے جنوبی کرے میں موسم گرما آجاتا ہے اور شمال کرہ جو سورج کی مخالف سمت جھکا ہوتا ہے وہاں موسم سرد رہتا ہے۔

''سورج کی سیر'' کو بھی سمجھنا چاہیئے۔ دراصل تو سیر سورج کی نہیں بلکہ گھومتی زمین کی ہوتی ہے کہ وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

یومیہ گردش کے ساتھ ساتھ عین اسی وقت سورج کے گرد چکر لگانے کو ۶۷۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کے حساب سے اڑی جاتی ہے بغیر رکے۔ ہیت دانوں نے حساب لگایا سورج کہاں کہاں عین سر پہ رہتا ہے کہ سائے قدموں کی جانب سمٹتے سمٹتے ختم ہوجاتے ہیں۔معلوم ہوا کہ خط استوا سے ساڑے ۲۳ درجے شمال اور اتنا ہی جنوبی کرے تک سورج اسی پوزیشن پر رہتا ہے۔پس یہ دونوں خط بھی اہم ہوگئے۔شمالی کو خط سرطان اور جنوبی کو خطِ جدی کہتے ہیں،انگریزی میں ٹراپک آف کینسر،ٹراپک آف کیپریکارن۔سورج کے عین سر پہ رہنے کیوجہ سے سارا سال ان دونوں لکیروں کا درمیانی حصہ دنیا کے دیگر حصوں کی نسبت زیادہ گرم رہتا ہے اس لئے اسے ٹراپیکل یا منطقہ حارہ کہتے ہیں۔مگر اللہ کریم کی قدرت کے قربان اس نے اپنی مخلوق پر تخفیف فرما رکھی ہیں اس حصے پر بارشی بادلوں کی آمدورفت کے انتظام بنائے ہیں علاقہ علاقہ تا انسان ودیگر نازک مخلوق زیادہ حرارت سے جھلس نہ جائیں۔

سطح زمین کا ۷۱٪ حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے،خشکی صرف ۲۹٪ ہے جو سات براعظموں اور بے شمار چھوٹے بڑے جزیروں پر تقسیم ہے۔بڑا براعظم ایشیا ہے جس میں ہمارے سمیت ۶۲ ملک آباد ہیں۔دوسرے نمبر پہ براعظم افریقہ،۵۶ ملک۔یورپ ۴۷ ملک۔یہ تین براعظم پرانی (معلوم) دنیا کہلاتے تھے۔بنی آدم کی کل آٹھ ارب تعداد میں سے قریباً سات ارب انہیں تین خشکیوں میں رہتی ہے آج۔دور جہاز رانی یورپ کے لئے سولھویں صدی سے شروع ہوا جس میں مغربی کرہ کی دریافتیں سامنے آئیں۔آج شمالی امریکہ میں تین ملک ہیں،وسطی اور جنوبی امریکہ میں جزیروں سمیت قریب پچاس ملک اور سب سے چھوٹے براعظم آسٹریلیا اور نواح کے جزیروں میں ۲۰ ممالک آباد ہیں۔یوں آج اپنی زمین ۲۲۵ ملکوں میں تقسیم ہے۔نہایت چھوٹے جزیرے بھی شامل کر لئے جائیں تو تعداد ۲۵۰ کے قریب ہوگی۔ساتواں براعظم قطب جنوبی کے اردگرد واقع ہے اینٹارکٹکا،سخت سرد برفانی ہے،انسانی زندگی کے لئے حوصلہ افزا نہیں پس اس میں آبادیاں نہیں صرف چند سائنسدانوں اور مچھی ماروں نے ڈیرے ڈالے ہیں۔

پانی کی سطح جو ۷۱٪ ہے سات سمندروں میں مربوط ہے۔زیادہ وسیع بحرالکاہل یا پیسفک ہے۔پھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

اوقیانوس یا اٹلانٹک۔ پھر بحر ہند۔ پھر جنوبی سمندر یا سدرن اوشن۔ پھر انٹارکٹک اوشن پھر آرکٹک اوشن اور پھر چاہوتو بحیرہ روم یا متوسط یا میڈیٹرینئن۔ عالمی پانی کی اوسط گہرائی چار کلومیٹر مانی جا رہی ہے جس کی تہہ تک کوئی بندہ اترا نہیں کہ اس گہرائی تک پانی کا دباؤ انسانی جسم کے لئے ناقابل برداشت ہوجاتا ہے۔ مرین بیالوجسٹوں کا کہنا ہے کہ پانی کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہیں زیادہ زندگی پیدا کررکھی ہے جتنی خشکی پر۔ کئی کروڑ ٹن قسم قسم مچھلی ہر سال انسان سمندروں سے پکڑ کر کھاتا ہے۔

خشکی ساخت یا زمین کی تہوں بارے کسی نے آج تک ۶،۳۷۱ کلومیٹر (جو زمینی گولے کا نصف قطر ہے) اندر اتر کر نہیں دیکھا وہاں کیا کچھ ہے کیسا ہے کیسے بنا ہے۔ مختلف ایجادات اور تجربات پر رکھ کر اندازے تخمینے لگتے رہتے ہیں۔ فی الحال کہہ رہے ہیں جیالوجسٹ کہ مرکزی حصہ پگھلے لوہے پتھروں معادن پر مشتمل ہے جس کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہے۔ اس کے اوپر سینکڑوں میل موٹا ایک سخت پتھروں کا خول ہے۔ اس کے اوپر ایک اور خول پھر اور، پیاز کی طرح ساخت ہے۔ سبھی گپ شپ قسم اندازے۔ بس اوپر کی گویا سطحی تہہ جسے لتھاسفیئر نام دیا ہے اندازاً چالیس کلومیٹر موٹی مانتے ہیں...اور ساری انسانی دلچسپی اسی سے تعلق رکھتی ہے۔ جملہ معدنیات، تیل، گیس اور پانی کے وسیع ذخائر جنہیں اقوافیئر کہتے ہیں اسی جلدی خول میں رکھے ہیں۔ اس کی گہرائی تک بھی کوئی انسان نہیں پہنچا کہ اتنی کھدائی کرنا اترنا چڑھنا آسان کام نہیں۔ اور گہرائی کے ساتھ درجہ حرارت بھی تو بڑھتا چلا جاتا ہے۔ **فتبارک اللہ احسن الخالقین۔**

کرہ ہوائی کا مطالعہ اور بھی دلچسپ۔ فٹبال کو آپ کسی تنگ شاپر میں زور لگا کر داخل کریں تو شاپر کی نہایت پتلی سی تہہ زمین پر کرہ ہوائی کی مثال بنتی ہے۔ ناموں اور نمبروں کو یاد کرنے کی مشقت سے بچتے ہوئے موٹی معلومات یہ کہ زمینی سطح کے قریب ہوا جس میں ہم چلتے پھرتے اور سانس لیتے ہیں کثیف ہے، بلندی کے ساتھ ساتھ لطیف ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ دو کلومیٹر بلندی پر سانس چلنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی کرہ ہوا کا دباؤ زمینی سطح پر سب سے زیادہ ہے، اوپر اٹھتے کم۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے اس نہایت پتلے سے غلاف کے اندر اپنی کاریگری اور علم و حکمتیں دکھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

رکھی ہیں زبردست۔ ساری سحاب سازی اور بادلوں کے روٹ اور بارشی سفر اسی پتلے سے غلاف میں رونما ہوتے ہیں اور گرج چمک طوفان بجلیاں جھکڑ۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اعجب کاموں سے ہے کہ ہوا اندر سے تہہ در تہہ تقسیم ہے اور تہوں کی صفات ہیں الگ الگ۔ ایک تہہ شدت کی گرم ہے تو دوسری شدت کی سرد۔ تیسری آئینے سے بڑھ کر انعکاسی کرتی ہے۔ کسی شعاع کو گزرنے نہیں دیتی، واپس کرتی ہے۔ خلا سے آنے والی خطرناک حرارتی لہروں اور شعاؤں کو واپس کرتی ہے اور زمین سے آنے والی مواصلاتی لہروں کو زمین کی طرف واپس کرتی ہے ورنہ تو یہ بھاگتی بھاگتی خلا میں گم جاتیں۔ پھر ہوا کے اندر

ہوا کے دریا بہا رکھے ہیں قادر مطلق اللہ نے آندھی رفتار۔ موسموں کا اظہار اور تغیر سب کرہ ہوائی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور طوفانی سائیکلونز۔ کس نے بنایا سارا نظام اور کون سنبھالے ہوئے چلا رہا ہے کہ ہر کام اپنے موقع محل اور وقت پر ہو رہا ہے؟

دینی احکام کی تعمیل میں درجہ بندی کا لحاظ

''یہ بات ہر دیندار مسلمان کو جاننا ضروری ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے اگرچہ دین کے تمام احکام کا دل سے احترام کرنا ضروری ہے اور تمام احکام پر عمل کی کوشش بھی کی جانی چاہیے۔ لیکن عملی طور پر دینی احکام کی تعمیل میں درجہ بندی اور ترتیب کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ عقائد کے بعد عملی احکام کی ترتیب یہ ہے:

(الف) فرائض و واجبات

(ب) حقوق کی ادائیگی

(ج) سنن مؤکدہ کی پابندی

(د) سننِ غیر مؤکدہ اور نوافل و مستحبات پر حسبِ سہولت عمل کی کوشش

(ہ) سننِ عادیہ کی محبت اور موقع محل کے مطابق حسبِ سہولت اُن کا خیال رکھنا''

(مفتی محمود اشرف عثمانی رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس از مرگ زندہ

امجد حسین

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل...!

(حکیم ہارون نیازی بھی چل بسے)

استاد الحکماء حکیم ہارون اعظم نیازی صاحب بالقابہٖ جمعہ 27 اکتوبر 2023ء (11ربیع الثانی 1445ہجری) کو رحلت فرما گئے۔ ''**انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ، ان للّٰہ ما اخذ ولہٗ ما اعطیٰ و کل شئ عندہ باجل مسمّٰی**''

آپ وطنِ عزیز کے سینئر، معتبر، معمر، لائق فائق اور صاحبِ کمال طبیب اور پروفیسر تھے۔ راولپنڈی طبیہ کالج اور اجمل طبیہ کالج کے لیکچرار رہے۔ 2021ء تک باقاعدگی سے مطب کرتے رہے۔ طب کی خدمت اور دکھی انسانیت کی مسیحائی کو پیشہ نہیں بلکہ مشن بنا کر زندگی اس کوچے میں تج دی۔ سیرت و کردار میں ایک مثالی انسان تھے اور اس باب میں جتنے قد آور تھے، صورت و شخصیت میں بھی دستِ قدرت کا تراشا ہوا ایک پیکر تھے۔ بلند قد و قامت، دھان پان جسم، چھریرا بدن، نورانیت اور جمال سے بھرپور سرخ و سفید چہرہ، اور اس پر خوبصورت بھرپور سفید داڑھی، آنکھیں رعب و جلال اور مردانہ وجاہت کے چھلکتے ہوئے پیمانے، حیا، شانِ بے نیازی و استغناء، شفقت و مروت، حمیت و غیرت جیسی اعلیٰ انسانی صفات سے متصف ذات والا صفات، ماہر و نبّاض مسیحا، تجربہ و فراست اتنی کہ چہرے بشرے سے مریض کے درونِ حال کو کافی حد تک جان لیتے۔ نبض دیکھتے اور ایک دو سوال ہر مریض سے کرنے سے اپنی فراصت کی تصدیق پاتے۔ یہ بات آپ نے خود مجھ سے بیان کی اور دو سال میری آپ کے ہاں پریکٹس کے دوران سامنے آتی رہی۔ بندہ نے آپ کو بڑھاپے میں دیکھا۔ عمدہ ہیئت و حالت اور سیرت و کردار سے دلوں کو کشش و جذب کرتے، شباب کا عالَم کیا ہوگا؟ ع

قیاس کن از گلستانِ من بہار مرا

جوانی میں سرسید چوک کے قریب ٹیپو روڈ پر دیسی دواساز فیکٹری لگائی تھی، کافی عرصہ قائم رہی۔ آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے والد مرحوم صاحبِ دل، دیندار آدمی اور راولپنڈی کے معروف وکیل تھے۔ اصغر مال چوک کے قریب ایک بہت بڑی پرانی حویلی ہے، یہ آپ کی پراپرٹی تھی۔ بچپنی پڑی، مختلف حالات سے گزرے۔ ع

گزرے ہیں زندگی کے ہر امتحان سے ہم

بندہ کا پہلے پہل آپ سے 2003ء میں رابطہ و ملاقات ہوئی۔ صدر میں جی پی او کے بالکل سامنے آپ کا مطب تھا۔ میں اور میری اہلیہ علاج معالجے کے لیے اپنے استاد شیخ الحدیث مولانا نعمان اللہ صاحب زید فضلہٗ کی وساطت سے آپ کی خدمت میں گئے۔ اس وقت مولانا حکیم نعمان صاحب آپ کے ہاں پریکٹس کرتے تھے۔ غائبانہ تعارف آپ سے 1998ء سے تھا۔ اس وقت میں جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی میں مدرس اور ناظمِ تعلیمات کی سیٹ پر تھا۔ میرے شیخ و مرشد حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب نور اللہ مرقدہٗ، اسلام آباد سے آپ کے مطب پر بسلسلہ تشخیص و علاج تشریف لائے۔ جامعہ اسلامیہ بھی آئے اور حضرت حکیم صاحب موصوف کا نواب صاحب نے بندہ اور بندہ کے والد صاحب سے تذکرہ کیا۔ یہ پہلا غائبانہ تعارف حکیم صاحب کا مجھے ہوا تھا۔

آپ کی صورت و سیرت کا جو سراپا بندہ نے اوپر ذکر کیا، یہی قد کاٹھ، صورت و سیرت میرے حضرت نواب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی بھی تھی۔ یہ کیا عظیم لوگ تھے، ایسا لگتا ہے گزرے ہوئے زمانوں کے فرشتہ سیرت، یوسف صفت، عیسیٰ دم انسانوں کا کارواں عقبیٰ کی رہگزر پہ محوِ سفر تھا کہ یہ کچھ لوگ اس سے بچھڑ گئے اور ہمارے دور میں داخل ہوئے۔

حضرت حکیم نیازی صاحب کے ہاں 2016ء سے 2018ء تک دو اڑھائی سال میں نے پریکٹس کی، دوپہر 12 بجے سے 2 بجے صرف دو گھنٹے کے لیے میں جاتا تھا۔ فیض اٹھانے کا موقع ملا، آپ نے میرے حال پر بہت شفقت کی، اس وقت کمیٹی چوک میں آپ کا مطب تھا۔ 2017ء کے اواخر میں مکھا سنگھ اسٹیٹ کے قریب جہاں آپ کی رہائش تھی، آپ نے مطب منتقل کیا۔ منتقلی کا یہ سارا عمل حضرت نے میرے ذمے کیا تھا۔ میں نے بحمد اللہ یہ خدمت سرانجام دی۔

2018ء میں حضرت نے مجھے فرمایا کہ میں اب ضعیف ہو گیا ہوں، میں چاہتا ہوں آپ طب کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس شعبے میں پورے طور پر آ جائیں۔ مطب کی ذمہ داریاں آپ سنبھالو تاکہ میں فارغ ہو جاؤں۔ افسوس کہ اُن دنوں مجھے زندگی کے ایک اہم امتحان سے گزرنا پڑا، اور زندگی تو امتحان لینے سے رکی کب ہے؟ مجھے اُس دینی ادارہ سے الگ ہونا پڑا، جس کی بنیاد سے اٹھان اور پروان چڑھانے میں میری بھی کنٹری بیوشن تھی، جس کو کہنا چاہیے ؏ ہمارا خون بھی شامل ہے تزئینِ گلستاں میں

2019ء میں 20 سال ایک دینی ادارہ پر اپنی جوانی اور صلاحیتوں کے بھرپور ایام تج دینے کے بعد میں بے سروسامان زندگی کے پھر ایک دوراہے پر کھڑا تھا۔ میں 20 سال کا سفر طے کرنے بلکہ دائرے میں چکر کاٹنے کے بعد کولہو کے بیل کی طرح پھر زیرو پوائنٹ پر آ چکا تھا۔ دو سال مجھے سنبھلنے میں لگے۔

حضرت حکیم صاحب سے رابطہ قائم رہا، مگر میں اس مطب کی اب کوئی خدمت نہیں کر سکتا تھا، کوئی وقت نہیں دے سکتا تھا، جو حکیم صاحب نے میرے ہی ہاتھوں نیا بنوایا تھا اور مجھ سے جانشینی کی امید رکھتے تھے۔ پھر حکیم صاحب بیمار رہنے لگے، صاحبِ فراش ہو گئے۔ راولپنڈی سے اسلام آباد اپنے بیٹے کی کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ مطب ایک اور صاحب کے حوالے کیا (اب یہ مطب تقریباً ختم ہو چکا ہے) حکیم صاحب نے 2019ء میں 60 سے زائد جڑی بوٹیوں کی تحقیق اور طبی افادات پر ایک قابلِ قدر کتاب شائع کرائی، جس میں ان سب بوٹیوں کی رنگین تصویریں بھی ہیں، اس کتاب کی بھی اہمیت اور قدر و قیمت اطباء و حکماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے [1]

---

[1] 9 نومبر کو کھاسنگھ اسٹیٹ سے میرا گزر ہوا تو حضرت قبلہ کی بہت یاد آئی اور سینے میں ایک ہوک سی اُٹھی۔ میں نے روڈ کا راستہ چھوڑ کر اس گلی کا راستہ اختیار کیا، جہاں حضرت کی دو سال پہلے رہائش تھی۔ اس گھر اور دَر پر کتنی دفعہ میرا حضرت کی زندگی میں آنا ہوا۔ آج اس گھر کے بام و دَر سے اداسی ٹپک رہی تھی، یہ دراصل میرے اندر کی اداسی تھی جو باہر بھی چھا گئی تھی۔

دنیا کیا ہے؟ دنیا میرا دل ہے بدلنے سے اس کے، رنگ ہر اک چیز کا بدلا

یہاں کی فضاؤں میں حضرت کے انفاس کی خوشبو بھی مہک رہی تھی، جو مشامِ جان کو معطر کر رہی تھیں۔

کسے کہ محرم بادِ صبا است می داند باوجود خزاں بوئے یاسمین باقی است

اس گلی سے نکل کر پھر میں کہکشاں پلازے میں حضرت کے مطب کی طرف گیا جو بند تھا اور حضرت کا پرشکوہ نام دوکان کے ماتھے کا جھومر بنا جگمگا رہا تھا۔ پلازے کی اس راہداری میں اب اندھیرے کا بسیرا تھا، یہاں صرف حضرت کی دوکان کھلنے کے وقت روشنی ہوتی تھی، کیونکہ باقی سب دوکانیں یہاں خالی یا بند ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

ورلڈ آرڈر کیا ہو؟

ترتیب و تنظیمِ عالم۔ وہ ملک جنہیں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کچھ ذرائع و وسائل زیادہ حاصل ہو گئے، ان کا چاہنا ہے کہ دنیا کے اڑھائی سو ملک ان کے ماتحت رہ کر، تابعدار ہو کر چلیں۔ اس خواہش میں آج تک کوئی کوشش کرنے والا کامیاب تو نہیں ہوا، لیکن کوشش جاری ہے۔ جس ہزار سال میں اسلام کا طوطی بولتا تھا، بن کہے مسلمان آرڈر دنیا پر چلتا تھا۔ معاندین مخالف اور منافق بھی مسلمانوں کے سامنے چوں نہ کرتے تھے۔ بیسویں صدی عیسوی میں پہنچ کر اسلام کو چھوڑ بیٹھنے کی وجہ سے مسلمانوں پر پورا ہی زوال ہو تو اغیار خاص کر یہود نے پَر پُرزے نکالے۔

سب سے ہوشیار، چالاک اور گہری قوم یہود اور یہ ایک ہی خاندان ہے، دنیا بھر میں جہاں کہیں ہے۔ دوسری جنگِ عظیم ختم ہونے سے پہلے ہی انہوں نے دنیا پوری کو اپنے ماتحت لانے کا سوچ لیا اور منصوبہ بندی کر لی تھی، جب دیگر اقوام اپنے زخم چاٹ رہی، تباہی کا جائزہ لے رہیں، بکھرے گروہوں کی شیرازہ بندی میں مصروف تھیں۔ مغربی کرہ محفوظ لگا اور یو ایس اے بے حساب وسائل کا ملک تو یہود نے اس کے ایک کونے میں اکٹھے ہو کر دنیا کا آنے والا نقشہ سوچنا شروع کیا۔ پہلا ہدف کیا؟ مال تو یہود کا مقصد قدیم سے رہا۔ جہاں مال ہوگا، یہودی اسے باطلی راہوں ہڑپ کر رہا ہوگا۔ ان اسی سالوں میں دنیا کا ۹۰ فیصد سرمایہ سمٹ کر یہودیوں کے تہہ خانوں میں پہنچ چکا ہے۔ اگر اللہ کریم اپنی مخلوقات کی خاطر ہر سال بروقت بارشیں بھیج کر نئی فصلیں غلہ پھل سبزیاں مہیا نہ کرتا رہے اور معدنیات کو سطح زمین سے قریب دے کر عالمی ایکانومی کا پہیہ نہ گھماتا رہے تو یہودی ساری دنیا کی دولت کھا چکے تھے۔ واقعی انسانیت کو بھوکا مارنے سے بھی گریز نہ کرتے۔

سونا رکھنے کے نقصانات بتا پڑھا کر دنیا بھر کا سونا اپنے پاس اکٹھا کر لیا اور ممالک سے کہہ دیا بینک بنا لو جو کاغذ چھاپ چھاپ کرنسی چلائے اور ان کاغذی ملکی کرنسیوں کی قدر متعین کرنا اپنے ہاتھ میں رکھا، جب چاہیں تمہارا سکہ گرا کر ایکانومی تباہ کر دیں اور اپنے بینکوں کا جال ساری دنیا میں پھیلا دیا تاکہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سودی کاروبار پر وموٹ کریں اور منافع سب آخر کا یہودی کو پہنچے۔

دوسرا ہدف سیاسی برتری، نہ ملک تھا پاس نہ اکثریت، نہ بادشاہی، فوجیں، ہتھیار اسلحہ، افرادی قوت اور نہ کوئی اخلاقی قوت لیکن طے کرلیا یہ بھی حاصل کرنا ہے۔سیاسی قوت میں ترکیز کے پیچھے لٹھ لیے پھرے جگہ جگہ۔ دنیا کو سبق پڑھایا زیادہ قوت ایک جگہ ایک ہاتھ میں جمع نہ ہونے دو۔قوی قومیں عرب، ترک، افریقی سب تقسیم کردیے چھوٹے چھوٹے رقبوں میں نعرہ نیشن سٹیٹ ماتحت۔لوگو گھڑا تھا ابسولیوٹ پاور ڈسٹرائیز ابسولیوٹلی کہ ڈیما کریسی اچھی ہوتی ہے۔پس جمہوریت کے نام پر مراکز قوت بادشاہ مسترد اور منتشر کردیے۔سب سے پہلا شکار خلیفۂ اسلام۔اپنا تو امریکہ میں کام مضبوط رکھا کہ مرکزِ قوت تقسیم نہ کیا، دنیا کو یہ سبق پڑھایا کہ ریاست کا سربراہ اور ہو، حکومتی سربراہ اور۔الیکشن رستے قوت کا ڈھانچہ اک چارمنگ منزل بنا دکھایا ہر کسی کو اور اقوام اپنے اندر ہی اندر جو تم پیزار۔قوموں کی قوت یوں کمزور کی۔

اپنے لیے انگریز جو تب ورلڈ چودھری بنا پھرتا تھا، یہود نے ساز باز پکی کر لی، فلسطین بارے۔شاید نوجوانوں کو یاد نہ ہو کہ ۱۹۴۲ء میں خلافت ٹوٹنے پر سلطنتِ عثمانیہ کی بھیڑ یا بانٹ میں فلسطین، عراق، اردن کو انگریز ہڑپ کر گیا تھا۔

عالمی سطح پر اک یو این او جھانسہ دے کر وقتِ فیصلہ پانچ پیاروں کے ہاتھ پہ رکھ دی، جو یہود کے اشاروں پر چلیں۔قسمت سے ایک سیٹ پیلی قوم کے ہاتھ لگ گئی، جس پر ساری چٹ چمڑی توپوں کا رُخ ہوا کھڑا آج تک۔ یہودی پھر بھی کامیاب کہ پانچوں میں ایک بھی اسے پوچھنے والا نہیں۔ اس اسی اشارے پر ناچیں۔

یوں تو کنزیومر گڈز یعنی اشیاء صرف بھی انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ بینک، تفریح اور اشتہار بازی کی طرح لیکن دفاعی پیداوار یا ہتھیاروں کے اور اسلحہ کارخانے بھی دنیا میں بیشتر انہی کی ملکیت ہیں، اگرچہ میڈ اِن چائنہ لکھا ہو۔کہیں نہ کہیں ٹکراؤ کرانا اور لمبے عرصوں تک ممالک کے درمیان کھچاؤ کی فضا قائم رکھ کر ٹکراؤ مکانیات کو بار بار ابھارنے سے ان کے اسلحہ، ہتھیار منہ مانگے داموں بکتے ہیں۔مسلمان گاہک ہو تو لمبے طواف اور درِ یہود پر سجدہ ریزی بھی یہودی آرڈر کا حصہ ہے، گرچہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دروازے پر کھڑا سوالی نُما گاہک کوئی گلفی شہزادہ، امیر کبیر شیخ ہی ہو، سودا فی الفور نہ ملے گا۔ اسی کا حصہ یہ بات کی یہودی نصرانی دنیا میں جو کرتا پھرے، ظلم کرے، جبر کرے، کہیں بمباریاں کہیں بے انصافی، کوئی بس چوں چرا نہ کرے۔

مسلمانوں کا ورلڈ آرڈر:

عالمِ اسلام کے ۶۰ ملک بیشتر ایسے ہیں کہ اللہ کریم نے کسی نہ کسی نعمت میں انہیں خوب نوازا ہے۔ سرسبز کھیتیاں، زراعت، تجارت میں بلند مقام۔ پھر معدنیات سونا چاندی، گیس تیل کے ذخائر میں لاجواب۔ پھر افرادی قوت کے عظیم مجموعے اللہ کریم نے دے رکھے اور اسٹریٹجک پوزیشن جغرافیہ، دنیا کی سینٹرل اسٹیج۔ لیکن عالمی سطح پر پالیسی ایک نہیں، ایکا نہیں بس اپنا اپنا مفاد۔ منتشر ٹولا جس کے وسائل سے یورپ کے بوڑھے بھیڑیے فائدہ اٹھا رہے اور دراصل تو یہودی ہے، منافع خور جس کا سرمایہ ہر موٹی کمپنی میں لگا ہے۔

ہر مسلمان بادشاہ وزیر بحکم انکل یہودی کا آرڈر چلانا مانگتا۔ ساٹھ بادشاہ، صدر، وزیر اس بات پر پکے ہیں، یہودی حکم نہیں توڑنا گدی نہیں چھوڑنا باقی جو ہو سو ہو۔ مورلائل دَین دا کنگ، شاہ پرستی میں حدیں پھلانگتے شاہ سے زیادہ شاہ وفادار یہ کسی اللہ والے درویش کی خاطر سیٹوں سے اتر جائیں گے؟ اسلام تو چاہے ساری دنیا میں ایک ہی بس آرڈر ہو، اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آرڈر۔ مسلمان اللہ کے دین پر آجائے تو پھر دنیا میں ورلڈ آرڈر اسلام کا ہو۔

امت کا بڑا حصہ مگر ہاتھ پر ہاتھ دھرے امام مہدی صاحب کے انتظار میں بیٹھا۔ وہ آئیں اور دنیا پر اللہ، رسول کا آرڈر قائم کریں۔ تم کچھ نہ کرنا میاں! کافروں کے ہاتھوں مسلمان مرد عورت بچوں کے چیتھڑے اڑ جائیں، یہودی گرو ناراض نہ ہو۔ تمہارا رب العالمین تو وہی ہے ناں سیکولرو!

> ”اگر ہمارے اندر دین کی عظمت و وقعت ہوتی تو حاملانِ قرآن کی مشقت کی قیمت بھی بڑی تجویز کرتے۔ لیکن ہم نے دین کی بے وقعتی کر رکھی ہے اس لیے موذنوں اور معلموں اور اماموں کی یہ بے قدری کر رکھی ہے کہ اُن کی تنخواہیں بہت قلیل مقرر کی جاتی ہیں اور مُردوں کے کھانے کپڑے سے اُن کی امداد کرتے ہیں، تیجہ اور دسویں کا کھانا مقرر کرتے ہیں“ (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

جنگ

مشرق وسطیٰ میں جنگ شروع ہوچکی ہے ۷ اکتوبر ۲۰۲۳ سے۔غزہ کے مسلمانوں پر یہود کی بمباری ہے دن رات جبکہ بقیہ فلسطین میں بھی مسلمانوں پر پکڑ دھکڑ اور قتل و غارت ہے۔یہودی اور عیسائی اس جنگ پر متحد ہیں اور بظاہر جانتے ہیں انہیں آگے آگے کیا کرنا اور کیا کیا ہدف حاصل کرنا ہیں۔ دنیائے اسلام فیصلہ کرنے نہیں پا رہی کرنا کیا۔ بھانت بھانت آوازیں اٹھ رہی ہیں، امدادی سامان پہنچاؤ، پیسے بھیج دو، فوجیں بھیجو، رضا کار خود چلے جائیں۔ ہوسکتا ہے یہی جنگ آگے چل کر ملحمۃ الکبریٰ، سب سے بڑی لڑائی ہوجائے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

موازنہ کریں تو عددی برتری دنیا میں کافر کو حاصل ہے، دنیا کی آبادی میں مسلمان ایک چوتھائی ہیں تو کافر تین چوتھائی۔ آرمی تعداد کی برتری بھی کافر کو حاصل ہے، مسلمانوں سے دگنی تگنی فوج کافروں کے پاس ہے۔ زمینی، فضائی، بحری ہتھیاروں کی برتری کافر کو حاصل ہے ٹینکوں توپخانہ بکتر بند میں، لڑاکے، جاسوس، بمبار ہوائی جہازوں میں اور آب دوزوں، جنگی بحری جہازوں وغیرہ میں۔ گولہ بارود اور اسلحہ ساز کارخانوں میں برتری کافر کو حاصل ہے۔ مسلمانوں سے دس گنا زیادہ کارخانے ان کے لیے جنگی مصنوعات بنا رہے دن رات۔ عسکری ٹکنالوجی میں دیکھیں تو کلی برتری کافروں کو حاصل ہے، مسلمان کی سطح قریباً صفر۔ ایٹمی ہتھیاروں کا تناسب دیکھنا ہو تو مسلمان کے ایک گولے کے مقابل کافروں کے پاس ایک سو۔ میزائلوں کا تناسب بھی اسی سے ملتا جلتا۔ الغرض الف سے ی تک دو جمع دو چار کے حساب مادی مقابلے میں مسلمانوں کی کافروں کے سامنے حیثیت کچھ نہیں۔

اب آیئے آپ غیر مادی موازنہ۔ اول چیز ایمان۔ کافر صفر، مسلمان شاید ۱۰ فیصد۔ جس سطح کا ایمان درکار ہے اس کا اندازاً ایک بٹہ دس ہوگا امت کے پاس آج۔ عبادت بندگی نماز روزہ حج زکوٰۃ میں کافر صفر، مسلمان غالباً ۲۰ فیصد۔ معاشرت میں کافر صفر، مسلمان شاید ۳۰ فیصد۔ اخلاق میں کافر ۵ فیصد، مسلمان ۲۰ فیصد۔ عدل وانصاف میں آل ورلڈ کافر شاید ۵۰ فیصد، (اسلام کے قانون

toobaa-elibrary.blogspot.com

والے) مسلمان ۹۰ فیصد۔ دعا زاری میں کافر صفر، مسلمان شاید ۵ فیصد۔ تناسب و شماریات پر اصرار نہیں، اعداد کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک اندازہ سا ہے کیونکہ کوئی ثقہ ڈیٹا پاس ہے نہیں۔

لیکن ان تناسبات کا ایک مطلب اور بھی ہے۔ دس فیصد ایمان اور ۲۰ فیصد عبادت کا مطلب ہے کہ ۹۰ فیصد مسلمان ایمان سے خالی ہے اور ۸۰ فیصد مسلمان اپنے اللہ کی بندگی سے باغی ہے۔ اسی فیصد بداخلاق ہے اور ۹۵ فیصد تو اپنے کریم و مہربان رب تعالیٰ سے دل کھول کر دعا بھی نہیں مانگتا۔ اور جناب چاہتے ہیں ایسے مسلمانوں پر اتر پڑے اللہ تعالیٰ کی مدد۔

اتنا واضح ہے کہ مادے کی دوڑ میں تو مسلمان کا کوئی چانس نہیں البتہ غیر مادی ہے اک میدان کہ مسلمان ہمت کرے تو بازی لے جا سکتا ہے۔ طریقہ یہ کہ کوئی بہت ہی بڑی قوت مسلمان کے ساتھ ہو جائے۔ دنیا میں جو چند ملک یا قومیں قوت شمار ہو رہی ہیں وہ تو خود کافر ہیں سب کے سب۔ وہ کیوں اپنوں کو چھوڑ کر نشانے پر آئے ہوئے مسلمان کے ساتھ کھڑے ہوں۔ کوئی اور قوت ڈھونڈنا پڑے گی۔

مسلمان کو سب سے پہلے اپنے نبی، قائد، امام، سردار، لیڈر کی طرف دیکھنا ہوتا ہے کہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں کیا عمل کیا تھا۔ دیکھتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ اپنے رب تعالیٰ کو پکارا اور اسی قوی و متین ذاتِ عالی پر بھروسہ کر لیا... اور لا یخافونَ لومۃ لائم ہو گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور واقعی اکیلا اللہ تعالیٰ ہے بھی وہ طاقتور ذات کہ اس کے سامنے کوئی مسئلہ مسئلہ نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو مسلمان لے لیں ساتھ۔

اتنی بات تو ہر شخص سمجھتا ہے۔ اگلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ساتھ لینے کے لئے اس کا وفادار ہونا پڑتا ہے اور فرمانبردار۔ پس مسلمان کا چانس اس میں ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی زندگیوں سے نکال کر اللہ کے مطیع و فرمانبردار غلام و خادم ہو جائیں سو فیصد جیسے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ اور اس کے عالی دین کے چیمپئن ہوں۔ اسی دین پر جئیں مریں اور یہی نہائے عالم تک سب کو پیش کریں۔ تو ہی ہم اللہ کے ورکر خادم اور بندے کہلائیں گے۔ پھر جو کوئی ہم پر ہاتھ ڈالے گا تو گویا اللہ تعالیٰ کی غیرت پر ہاتھ ڈالے گا، اُس کی خیر نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جہاں تک تعلق ہے مسلط جنگ کا تو بدر، احد، خندق کا پیغام تو یہی ہے کہ اللہ کریم نے جو ذرائع وسائل دیے ہیں لے کر اہل فلسطین اپنے بچاؤ کی تدبیریں کریں اور بقیہ امت پوری ان کی مدد کرے۔ جن کے گھربار جاتے رہے انہیں اپنے شہروں میں لاکر آباد کریں۔ اپنے متاثرہ بہن بھائیوں کی مدد بطور خیرات نہیں، اپنی ضرورت اور فرض جان کر کے کریں پوری پوری۔ بروقت مدد نہ ہوئی تو دشمن شیر ہو جائے گا اور جنگ کو امت کے دیگر شہروں تک بڑھانے کی کوشش کرے گا اللّٰھم احفظنا۔

اس کے برعکس اگر اپنا ایمان وعمل درست کر کے نہ اپنا تعلق مع اللہ بڑھایا، نہ قوتِ دعا اور نہ گناہ چھوڑ کر اقوام کے لئے اچھا نمونہ حیوٰۃً طیبۃً کو پیش کیا فی زمانہ تو پھر اس سے زیادہ جوتے کھانے کو تیار رہیں۔

مسلمان، فلسطین کے مظلومین کے لیے اپنی دعاؤں میں اس آیت کا ورد بھی شامل فرمائیں:

”فَقَاتِلْ فِی سَبِیلِ اللَّهِ لَا تُکَلَّفُ إِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِینَ عَسَى اللَّهُ أَنْ یَکُفَّ بَأْسَ الَّذِینَ کَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْکِیلًا“ (سورة النسآء، رقم الآیة: ۸۴)

”پس اے نبی! تم اللہ کی راہ میں لڑو، تم اپنی ذات کے سوا کسی اور کے لیے ذمہ دار نہیں ہو۔ البتہ اہل ایمان کو لڑنے کے لیے اکساؤ، کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کا زور توڑ دے اور اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا بڑی سخت“

اس آیت میں قتال فی سبیل اللہ کا حکم ہے، اس حکم پر بھی ہمیں عمل کرنے کے لیے تیار رہنا ہے اور عمل کا ارادہ اور شوق اپنے دل میں پیدا کرنا ہے۔ مسلمانوں کو اس کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس آیت میں اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ کافروں کے شر وظلم کو روک دے گا اور اُن کو سزا دے گا۔

ملکوں کی کاپی

مولف: ابنِ صدیق

سارے ملکوں کے موجودہ دینی ودنیوی حالات مختصر انداز میں۔ ایک ملک ایک صفحہ ”A4Size“ میں

نظرِ ثانی شدہ 300 صفحات ہدیہ: 300

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

بڑی جنگ

حدیثِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں قبل قیامت جس بڑی جنگ ملحمۃ الکبریٰ کا تذکرہ ہے غزوہ ہند بظاہر جس کا ایک حصہ ہوگا، مشرقِ وسطیٰ میں کھل کر شروع ہو چکی ہے اواخر ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، اکتوبر ۲۰۲۳ میں۔غزہ فلسطین پر یہودیوں کی بمباری ہے دن رات اور وہ شہر زمینی، ہوائی، بحری جانبوں سے یہود ونصاری کے محاصرے میں ہے۔غرب اردن یا ویسٹ بینک میں مسلمان آبادیاں بھی محاصرے اور جیل کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔جس مرد عورت کو کافر چاہیں مار دیں، اذیتیں دیں یا اٹھا لے جائیں، کوئی پوچھنے والا نہیں۔الٹا دنیا کا بیشتر میڈیا یہودیوں کے گیت گا رہا ہے اور مسلمانوں کو جن کا وہ پیدائشی وطن ہے دشمن، باغی، ظالم بتا رہا ہے۔الکفر ملۃٌ واحدہ، کافر سب تو ایک ہی قوم ہیں، دنیا کی ڈیڑھ سو کافر حکومتیں ایک کے بعد ایک یہودی کی پشت پر آتی اور کھڑی ہوتی جا رہی ہیں۔امت کے اڑھائی ارب مسلمان مع اپنی ساٹھ منہ زور حکومتیں، فوجیں، وسائل نہیں جانتے کیا کریں۔بڑے چھوٹے بھیگی بلی۔جس منہ میں زبان ہے کوئی کچھ فرما رہا کوئی کچھ۔بیشتر خاموش، ٹک ٹک دیدم۔

اس سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ وجہ عقوبت دور کرنے کی جانب توجہ نہیں۔خالق و مالکِ کائنات کی نافرمانی جس کی سزا مل رہی مسلمان کو اس سے نکلنے اور فرمانبرداری کی محمدی راہ اپنانے کی طرف آنکھیں بند ہیں۔عوامی، ادارتی حکمرانی سطح پر اور صحافتی حلقوں سے کہیں کہیں تھوڑی بہت آوازیں اٹھی ہیں: یو این او کچھ کرے، امریکہ کو یہ کرنا چاہیئے، روس چین کو وہ کرنا چاہیئے، فوجیں بھیجنا چاہیئے، خوراک دوائیاں کمبل بھیج دو۔کوئی عقلمند نظر نہیں پڑتا جو وارننگ دے کہ یہ آگ تمہارے گھروں تک پہنچنے والی ہے: وہن طاری، سکرتان عام اور گناہ معمول کی چیز، اس صورتحال سے نکلو ورنہ مارے جاؤ گے۔

دراصل تو جس زمین پر خودداری، امت پنا اخوت، ایک دوسرے کی محبت، عزت، خیر خواہی، جان

toobaa-elibrary.blogspot.com

نثاری کھڑی تھی وہی ایمان واسلام کی زمین پاؤں تلے سے کھسکی جاتی ہے۔انگلش میڈیم اولادوں کا حال ملاحظہ فرمالیجئے...اور ماشاء اللہ ان کے والدین کا بھی۔ بزبان حال فرمارہے اپنے پاس تو ایٹم وراکٹ ہے ہمیں کیا ضرورت نعوذ باللہ رحمت وغیرہ۔اب پرانی باتیں، یہ تو نوکلئر دور ہے، ٹکنالوجی ہو سائنس ہو، مال ہو، طاقت ہو میاں!

کیا ایٹم وراکٹ کی خدا کے منکر ماسکو پاس کمی تھی سن ۹۱ میں ٹوٹ کر پندرہ ملک ہوگئے؟ گناہگار ثمود پاس ٹکنالوجی کم تھی فرشتے کی ایک ہی چیخ سے ڈھیر تھے سب؟ کیا اللہ کے دین کو خراب کرنیوالے قارون پاس مال کم تھا، سب سے بڑے خزانوں سمیت زمین میں زندہ ہی دھنس گیا؟ خدائی کے دعویدار فرعون پاس کم طاقت تھی؟ اٹھارہ لاکھ فوج سمیت غرق ہوا۔

اللہ کے ولیو! کلمہ گو مردو!، عورتو! دنیا آخرت میں بچنا ہے تو تحریکِ توبہ چلاؤ، اپنے اللہ، رسول کی طرف پلٹا کھاؤ، اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے باز آؤ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر چالو کرو ہر جگہ، ہر حال۔ رو رو کر اپنے اللہ سے غفلت، ناشکری اور گناہوں کی معافی چاہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بنتے ہیں کام دنیا آخرت کے۔ پس تم رحمت کی طلب، تمنا، ضرورت چھوڑ نہ بیٹھنا۔ مسلمانوں کی تیاری کا اہم ترین حصہ یہ ہے۔ اللہ کی رحمت اس کی نافرمانی سے حاصل نہیں ہوتی۔ نیکیوں کا حکم کرنا، برائیوں سے روکنا اللہ کی رحمت کو کھینچنے کا خاص ذریعہ ہے، اسے دورواج...اور اپنے اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو۔ آنے والے وقتوں کی تیاری کرو۔ دنیا کے مزوں، اشواق اور غفلتوں ہی میں نہ مارے جانا۔

سٹینڈرڈ آف لِونگ: بڑا مسئلہ ہمارے سامنے یہ بن چکا ہے۔ شہری آرامدہ زندگی اختیار کر کے ہم نے لوازمات اور خرچے بے حد بڑھا لئے اور خود ڈھیلے پڑ گئے...اولادیں پلپلی۔ کچھ دیر کی بجلی گیس بندش ہم کو گوارا نہیں۔ ایک دو دن کی بھوک پیاس برداشت نہیں۔ دھوپ بارش میں چلنا پھرنا ہم سے ہوتا نہیں۔ بڑے صبر کر بھی لیں تو بچوں کی تربیت نہیں۔ اپنے اور اپنوں کے زخم اور میت سنبھالنا کبھی کیا نہیں، سیکھا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہزار چیزیں مہیا ہوں تو ہمارا گھر چلتا ہے۔ اب جو غزہ پر بمباری ہو رہی، آدھا شہر کافروں نے اڑا دیا۔ جو تو مسلمان بوڑھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بچے عورتیں مرد ہو گئے شہید، اللہ کی رضا۔اللہ کریم انہیں بلاحساب کتاب بخشے۔جو زندہ بھاگ کر گھروں سے پہلے نکل گئے وہ کیسی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ نہ اے سی ہیں نہ روم ہیٹر نہ واٹر ہیٹر۔واٹر ہی نہیں ہے اور کچھ کیا؟ بجلی، لائٹ بتی بھی نہیں۔کوئی جیب میں رکھ کر ایک موم بتی لے آیا تھا تو وہ کہاں تک کام دے؟ کوئی بیڈروم نہیں کوئی بیڈ بستر نہیں...ایک اللہ کی زمین اوپر آسمان بس۔فاقہ کرو پیاس برداشت کرو، خوشی مناؤ کہ زندہ ہو...سانس چل رہی۔ عافیت واقعی بڑی دولت ہے، الٰہی! تیرا شکر!!۔

بالفرض غزوہ ہند کا اٹیک لاہور پر آئے۔کروڑ شہری اور ڈیڑھ بارڈر کے اڑھائی کروڑ بندہ راوی پار کرانا پڑے گا ایک دن میں۔کیا اٹھا کے لے جائینگے ساتھ؟۔اور اگر مل گیا ایٹمی الٹی میٹم تو بڑے شہر خالی کرنے پڑینگے یکدم۔اول مسئلہ تو جان بچانے کا۔نازک لوگ کیسے چل سکیں گے؟ یا تو گھر بیٹھے مرنا پسند ہے کہ بھک سے اڑ جائیں ہڈی ملے نہ بوٹی۔تو پڑے رہو۔یا پھر بھاگیں، نکلیں کسی محفوظ جانب۔جنہیں بھاگنے دوڑنے اور سادہ زندگی کی عادت ہوگی، بھوک پیاس برداشت ہوگی ان کی مشکلات کم ہونگی۔وہ نوجوان زیادہ فائدہ میں رہینگے جو نماز روزے کے ساتھ ورزش اور دوڑ کی مشق رکھیں، یہ کر سکیں گے متاثرین کی امداد۔پس اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سرکار کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی اپنانے میں فائدے ہی فائدے ہیں۔یہ ہے کرنے کا کام آج۔

اجتماعی سطح پر کافروں کی طرف دیکھنا چھوڑ دو اور آپس میں ہاتھ ملاؤ مسلمانو! کسی کافر سے کوئی امید خیر کی نہ رکھو۔بلکہ کافروں سے ماسوا تعلق تجارت کاروبار کوئی تعلق نہ رکھو۔ہاں! تبلیغ ودعوت، انہیں اللہ کا دین پیش کرتے رہو، ہدایت کی دعا دیتے رہو اور اپنی اچھی مثال دکھاتے رہو۔ہمارا دوست بس اللہ ہے۔وَاللّٰہ ولیّ المؤمنین (آل عمران:۶۸) اور اپنے ضرورتمند بہن بھائیوں کو، دنیا میں کہیں ہوں جتنی ہو سکے امداد پہنچاؤ۔ان کی مصیبت اپنی مصیبت سمجھو...کافروں، اعتراضیوں اور بے وقوف نقطہ چینوں سے مت ڈرو۔

بہت بڑی مگر: مگر ایمان کی باتیں قدرے انوکھی لگتی ہیں گرچہ ہوتی ہیں سچی۔

فاعلِ حقیقی تو اکیلا اللہ تعالیٰ ہے ناں؟ اس کے امر، رادے، منشا بغیر کائنات میں کچھ نہیں ہوتا: ’’لا الٰہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

الا اللّٰہ ''اس نے فلسطین کو فلسطین کے مسلمانوں سے لے کر اسلام کے منکر یہودیوں کے حوالے کر دیا۔ اہل وطن کو یا تو بھگا دیا یا شاید کچھ عرصے کے لئے غزہ، نابلس، اربد جیسے پنجروں میں بند کر دیا۔

اصول کارفرمایہ نظر آتا ہے کہ جب مسلمان اللہ کے دین کو اپنی زندگی سے مٹاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی زمین سے مٹاتا ہے۔ لاہور پر اگر آیا اٹیک تو وہ دشمن کی قوت سے نہیں آئے گا: لاحول ولاقوّۃ الا باللّٰہ۔ طاقت، قوت ساری اکیلے اللہ کے پاس ہے۔ ہمارے فقدانِ ایمان، ضعفِ ایمان، کثرتِ گناہ کی وجہ سے آئے گا اٹیک کہ اللہ، رسول کی نافرمانیوں کو ہم نے مستقل ہی اپنا لیا۔ اللہ کریم کی سنت ہے قیامت کے ابدی فیصلوں اور گناہگاروں کو دوزخ ڈالنے سے پہلے وہ مہربان اپنے بندوں پر دنیا ہی میں تھوڑی گرفت اتار دیتا ہے تا کہ سدھر جائیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ اپنا لیں۔ اگر ہم نے پہلے ہی اس بات کا احساس وادراک کر کے پلٹا کھا لیا جسے توبہ کہتے ہیں تو اٹیک نہیں آئے گا ان شاء اللہ۔

اپنے گناہوں، نافرمانیوں، ظلم کو یاد کر کے، اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے اور ان پر نادم، شرمندہ ہو کر ہم دعائے یونس علیہ السلام جسے آیتِ کریمہ نام دے رکھا اس کا سچے دل سے ورد شروع کریں اور اپنی زندگی سے ظلم زیادتی گناہ نکال دیں تو اپنے اللہ کو رحیم وکریم پائینگے۔ لاالٰہ الا انتَ سبحٰنک انی کنتُ من الظالمین۔ اپنی طرف سے اور ساری امت کی طرف سے مانگیں یہ دعا۔ دل مگر سچا ہو۔

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ

ادارۂ دینیہ

فقہ السنۃ اکیڈمی

لالہ زار، راولپنڈی

مفتی محمد امجد حسین

(1)...... تعلیمِ قرآن وحدیث (2)...... دروسِ قرآن (3) مرکزِ فتویٰ (4)...... علومِ دینیہ کے مختصر نصابات

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات احمد ہارون

تحریکِ آزادی میں علمائے کرام کا کردار (دوسرا حصہ)

(10) 1917ء میں شریفِ مکہ کی غداری کی وجہ سے حجازِ مقدس سے شیخُ الہند کو گرفتار کر کے مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عزیر گل، مولانا حکیم نصرت حسین، مولانا وحید احمد رحمہم اللہ کے ہمراہ بحیرۂ روم میں واقع جزیرۂ مالٹا کی جیل میں جلاوطن کر دیا گیا۔

(11) 1919ء میں مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے انگریزوں کے خلاف تحریکِ خلافت شروع کی۔ مولانا شوکت علی اور ابوالکلام آزاد جیسے عظیم قائدین بھی ساتھ تھے۔

(12) مفتی محمد شفیع اور سید ابو محمد دیدار علی شاہ پوری رحمہما اللہ نے مطالبہ پاکستان کو مدلل فتاویٰ کی صورت میں پیش کر کے تحریکِ آزادی پاکستان میں فیصلہ کُن اور موثر ترین کردار ادا کیا۔

(13) مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کا اعلان کیا۔

(14) شاہ احمد نورانی کے والد ماجد عبدالعلیم صدیقی قادری رحمہ اللہ نے قیامِ پاکستان کے مطالبہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔

(15) مفتی محمد شفیع، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہم اللہ نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے نتیجہ خیز کاوشیں سرانجام دیں۔

(16) 15 اگست 1947 کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے جبکہ مشرقی پاکستان مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے تلاوتِ قرآن پاک اور دعا کے بعد پاکستان کی پہلی پرچم کشائی کا اعزاز حاصل کیا۔

(17) 11 ستمبر 1948ء میں جب بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ان کے جنازہ کی امامت فرمائی اور تدفین کے سارے مراحل سرانجام دیے۔

(18) مارچ 1949ء میں دستور ساز اسمبلی نے قرار داد مقاصد کے عنوان سے قرار داد منظور کی تو اسلام کی بنیادی تعلیمات، اساسی احکامات اور اہم جزئیات کو آئین کا حصہ بنانے میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور اُن کے رفقائے کار نے بھرپور کردار ادا کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کٹھرا

حافظ موسیٰ بھٹو

رحمٰن کے بندے اور دولت و درہم کے بندے

ایک حدیث شریف ہے:

"إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ" (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۲۲، أبواب الزهد)

"بے شک دنیا ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے"

دوسری حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولت اور درہم کا بندہ گرے اور نہ اٹھے۔ یہ دونوں حدیثیں ایسی ہیں جو ہمیں بیدار کر کے ہماری زندگی کے رخ کو پاکیزہ بنیادوں پر استوار کر سکتی ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں دو قسم کے بندے ہوتے ہیں ایک رحمٰن کے بندے، دوسرے دولت و درہم کے بندے۔ نیز رحمٰن کے بندوں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ملعون دنیا سے محبت کرنے کی بجائے رحمٰن کے ذکر کی حلاوت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ذکر ہی ایسی چیز ہے جو دنیا کی ملعونیت کے اثرات کو کم کر کے ان اثرات کو ختم کر سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ مالدار اللہ کی خداوندی (کی حدود) میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن ذکر کو وظیفہ حیات بنانے سے فرد و افراد میں رفتہ رفتہ یہ صلاحیت ابھرتی ہے کہ وہ دولت و درہم کی بندگی سے اوپر اٹھکر پوری طرح اللہ کی عبدیت میں شامل ہو سکتے ہیں۔

رحمٰن کا بندہ ذکر کے ذریعے رحمٰن سے قریب ہوتا ہے، جب کہ دولت و درہم کا بندہ ذکر سے محرومی کے ذریعے دولت و دنیا میں مستغرق ہوتا ہے اور اس پر فریفتہ ہوتا ہے۔ رحمٰن کا بندہ ذکر کے نور کے ذریعے ترقی کر کے اللہ سے مکمل وفاداری کے رشتے میں منسلک ہو جاتا ہے۔ جب کہ دولت و درہم کا بندہ ہر وقت دولت بڑھاتے رہنے اور دنیا کی فکر میں اتنا مستغرق ہو جاتا ہے کہ دنیا ہی اس کا مقصود و معبود بن جاتی ہے۔ رحمٰن کا بندہ اللہ کے بندوں سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے اور ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرتا ہے جب کہ دولت و درہم کا بندہ اللہ کی مخلوق کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے درمیان فاصلہ اور حجابات کو بڑھاتا ہے۔ رحمٰن کا بندہ چاہے وہ غریب ہی کیوں نہ ہو وہ سکون کی حالت میں رہتا ہے، ذکر میں مداومت کے ذریعے وہ دنیا کے حوالے سے تفکرات سے بچا رہتا ہے، وہ ہر طرح کی نفسیاتی اور ذہنی بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے، وہ اللہ کی معیت میں رہتا ہے، ذکر کا نور اس کے دل کو آباد شاداب اور منور کرتا رہتا ہے، جب کہ دولت و درہم کا بندہ سخت فکری انتشار کا شکار رہتا ہے، دولت کی حرص اسے شدید قلبی اضطراب میں مبتلا کرتی ہے، وہ حالتِ ظلمات اشتعال جھنجھلاہٹ اور دولت میں اضافہ کرنے کی فکر میں غلطاں رہتا ہے۔

رحمٰن کا بندہ ذکر و فکر اور عبادت کے ذریعے اخلاق حسنہ کا حامل ہو کر معاشرے کے لئے ہر اعتبار سے خیر و برکت کا باعث بنتا ہے، وہ باطن سے محبت کی شعائیں بکھیرتا رہتا ہے، اخلاق کی خوشبو پھیلاتا رہتا ہے۔ جب کہ دولت و درہم کا بندہ اخلاق رذیلہ سے معاشرے میں خلفشار اور عدم استحکام پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور باطن میں موجود منفی شعاؤں کے ذریعہ ظلمات کو پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

رحمٰن کا بندہ ذکر کے غلبے کی وجہ سے آخرت میں اللہ کے سامنے جواب دہی کے احساس سے لرزاں و ترساں رہتا ہے، اور یہ فکر اس کی شخصیت کا پوری طرح احاطہ کر لیتی ہے۔ وہ خوف اور امید کی درمیانی حالت میں رہتا ہے۔ جب کہ دولت و درہم کا بندہ آخرت کی فکر سے محروم ہو کر اس دنیا میں مٹی کا ڈھیر جمع کرنے کی فکر میں غلطاں رہتا ہے۔ اس طرح وہ آخرت کی ابدی زندگی میں اللہ کے شدید عتاب کے خطرے سے دوچار ہوتا ہے۔

رحمٰن کے بندے کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خیر اور شر کی کشمکش میں غیر جانبدار نہیں ہوتا بلکہ خیر کو فروغ دینے کے سلسلے میں وہ اپنے حصے کا بھرپور کردار ادا کرتا ہے، اس سلسلے میں وہ حمیت دین کا مظاہرہ کرتا ہے، جب کہ درہم کا بندہ اس معاملے میں نہ صرف غیر جانبدار ہوتا ہے، بلکہ اس کی قوت، شر کو فروغ دینے میں صرف ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس کی شر کی جبلت طاقتور ہوتی ہے۔ رحمٰن کے بندے کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو اتنی اہمیت اور وقت دیتا ہے، جس سے وہ دوسروں کی محتاجی سے بچ سکے اور اس کی بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں دنیا کے لئے اس کے پاس اس سے زیادہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقت نہیں ہوتا اس لئے کہ اسے آخرت کی ابدالآباد والی زندگی کی فکرمندی ایسا کرنے نہیں دیتی جب کہ دولت ودرہم کے بندے کی ساری صلاحیتیں اور توانائیاں دولت کے حصول کی جدوجہد میں ہی صرف ہوتی ہیں اور متوقع آمدنی میں معمولی کمی بھی اسے مضطرب اور بے قرار کردیتی ہے۔

ہر بندہ مؤمن اللہ سے محبت رکھتا ہے، اس لئے کہ ایمان کا تقاضہ محبت کی صورت میں ہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن کمزور ایمان کی وجہ سے محبت طاقتور صورت میں ظاہر نہیں ہوتی طاقتور ایمان کا نتیجہ طاقتور محبت ہی ہے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کی نشاندہی فرمائی ہے:

حبَّبَ الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم

''اس نے (اللہ نے) تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا اور تمہارے دل کو اس سے مزین کردیا''

ایمان جب طاقتور ہوتا ہے تو اس سے محبت کی طاقتور صورت ظاہر ہوتی ہے، یہی محبت بندہ مؤمن کو ساری غلامیوں سے آزادی دلاکر اللہ کی غلامی میں لاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایمان کی سادہ حالت تو موجود ہے لیکن محبت کے ارتقائی مراحل طے کرکے اسے طاقتور صورت دینے کا انتظام و اہتمام موجود نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہماری انفرادی واجتماعی زندگی میں پاکیزہ کردار اور ایک دوسرے سے شفقت ومحبت کے جذبات معدوم ہیں۔ افراد دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتے یا تو اللہ کی محبت کے زیر اثر پاکیزہ کردار کے حامل ہوتے جائیں گے یا پھر رسمی ایمان اور محبت کے رسمی دعوے سے آگے بڑھنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ ایمان کی رسمی حالت بھی اگرچہ غنیمت ہے لیکن اس سے ایک دوسرے سے محبت اور پاکیزہ کردار کا حامل معاشرہ وجود میں نہیں آتا۔

رحمٰن کے بندے اور دولت ودرہم کے بندے دونوں کا تقابلی مطالعہ سامنے آگیا اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم فیصلہ کریں کہ ہمیں رحمٰن کے بندے کی حیثیت سے زندگی گزار کر پاکیزہ صفات کا حامل بننا ہے اوران خصوصیات کا حامل ہونے کی حیثیت سے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے یا دولت ودرہم کے بندے کی حیثیت سے زندگی گزار کر دنیا میں قلبی سکون سے محرومی اور آخرت میں اللہ کے عتاب سے دوچار ہونا ہے اللہ نے انسان کی فطرت میں خیر اور شر کے دونوں تقاضے رکھ دیے ہیں اس لئے فرد وافراد دونوں میں سے جو راستہ بھی اختیار کرنا چاہیں اختیار کرسکتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

گوشۂ ادب جنید اشفاق اٹکی

اے ارضِ فلسطین!

تو جادہ ’’والطّور‘‘ ہے منبعِ ’’والتین‘‘
کندہ ترے سینے پہ ہیں قرآن کے مضامین
بھولے نہ تجھے موسیٰ وعیسیٰ کے فرامین
خادم تری چھوکھٹ کے ہیں دنیا کے سلاطین
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

دامن میں ترے ہیں شبِ اسریٰ کی بہاریں
’’رَفرَف‘‘ کو ملائک تری بستری میں اتاریں
حاضر تری آغوش میں نبیوں کی قطاریں
اقصیٰ سے ہے گردوں تلک آوازۂ یٰس
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

کیوں آج فلسطین میں وحشت کا سماں ہے
کیوں غزہ میں ماتم کدہ ہر ایک مکاں ہے
کیوں تجھ کو مٹانے پہ تُلا سارا جہاں ہے
کیوں تیرے لیے دہر کے حالات ہیں سنگین
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

خونخوار درندے ترا دل نوچ رہے ہیں
ٹکڑے تری گلیوں میں جوانوں کے پڑے ہیں
بچوں کے کلیجوں سے مکانات بھرے ہیں
بارود ہواؤں میں، زمیں خون سے رنگین
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

اب جاگ اُٹھے ہیں ترے جانباز جیالے
ہاتھوں میں فلسطین کے پرچم کو سنبھالے
سر کفر کے طاغوت کا ٹھوکر پہ اچھالے
اب مسجدِ اقصی کبھی ہوگی نہیں غمگیں
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

اے کاش کہ لشکر یہاں اطراف سے آئیں
تکبیر کے نعرے تری مسجد میں لگائیں
سر، ارضِ مقدس تری حرمت پہ کٹائیں
پھر کفر کے پنجوں سے تو آزاد ہو آمین
اے ارضِ فلسطین اے ارضِ فلسطین

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملکوں کی کاپی ادارہ

تُرک قبرص (Turkish Cyprus)

ٹرکش ریپبلک آف ناردرن سائپرس۔ شمالی قبرص بھی کہتے ہیں۔

کراچی/اسلام آباد سے فاصلہ: اڑھائی تین ہزار میل، مغرب کی طرف ۳۱ شمال اور ساڑھے ۳۳ مشرق پر cap Nikosia۔

ذرائع آمدورفت: ہوائی سفر۔ بحری سفر کے لیے ادانہ، اسکندرون یا انطاکیہ وغیرہ سے کرینیا فیری پکڑیں۔ خرچہ: درمیانہ۔

وقت: ۲ گھنٹے کم۔ پڑوسی ممالک: ترکی، جنوبی قبرص، شام، لبنان۔ ترکی ساحل ایک سو کیلومیٹر پہ ہے۔

قبرص ایک جزیرہ ہے بحیرہ روم کے مشرقی حصے میں۔ شمال میں ترک آباد ہیں۔ رقبہ: ۱۲۰۰ مربع میل یا ۳۳۰۰ مربع کلومیٹر، پانچ اضلاع میں تقسیم ہے۔ قریباً سو میل کا ساحل ہے۔ رقبہ نیچی پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ آبادی: سوا تین لاکھ۔ زبان: ترکی۔

مسلمان آبادی اور اس کی تفصیل: تقریباً سبھی مسلمان ہیں۔ سرکاری طور پر ۹۹٪... مقصدِ زندگی مگر یاد نہیں (دیکھئے فٹنوٹ)۔

آب وہوا اور موسم: معتدل خنک بارشی موسم۔ گرما قدرے گرم اور خشک رہتا ہے۔

کرنسی اور اقتصادیات: ترکی لیرا۔ زراعت، باغات اور سیاحت کی معیشت۔

عمومی دینی حالات: مسلمان کو اپنے دین کی جانب پلٹنے میں دیر لگ رہی ہے۔ نسلی خیالات کا ہجوم۔ بڑی رکاوٹ کافر کی طرح دنیا پرستی، وہسکی۔

کام کے حالات: کئی جماعتیں گئی ہیں، بحمد اللہ اچھا کام ہوا ہے۔ ایک جماعت شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ کوکینا اور کراوو ستاسی سے جانب مشرق چلتی ہوئی کیپ اپاسل اینڈریو تک چلی جائے (فاصلہ سو میل)۔ دوسری فاماگستا بندرگاہ سے جانبِ مغرب براستہ نکوسیا حدود کے ساتھ ساتھ چلتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئی کو کینا تک چلی آئے اور راستے کی کسی بستی کو نہ چھوڑے (فاصلہ ۸۰ میل)۔

عام حالات: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وزارت بحریہ قائم کی اور چند ہی ماہ میں مصر سے مہم بھیج کر فتح کر لیا، بیسویں صدی کی ابتدا تک مسلمانوں کے پاس رہا یہ جزیرہ۔ آبادی یونانی اور ترک نسل کی ہے۔ یونانی فوجیوں نے سازشی منصوبہ کر کے سن ۱۹۷۴ء میں ''بغاوت'' کی، جزیرے پر قبضہ کر لیا اور یونانی فوج کو تشریف لانے کی باقاعدہ دعوت دیدی۔ ترکی نے فوری کاروائی کر کے ترک آبادی کے معاہدہ تحفظ ۱۹۶۰ پہ عمل کرتے ہوئے جزیرے کا ۳۸٪ شمالی حصہ جس میں ترک اکثریت تھی، پکڑ لیا۔ باقی جزیرہ جنوبی، یونانی قبرص یا جمہوریہ قبرص کہلاتا ہے۔ دونوں حصوں کے درمیان آمدورفت معطل ہے، کھولنے کی کوششیں جاری ہیں۔ سابقہ دارالحکومت نکوسیا کو آدھوں آدھ تقسیم کر رکھا ہے۔ ترکی حصے پر بین الاقوامی دباؤ ہے، خاص کر یورپی یونین نے انہیں الگ تھلگ رہنے کی سزا دے رکھی ہے۔ کوئی پروازیں نہیں، کوئی بحری تجارت یا آمدورفت نہیں۔ صرف ایک ترکی ہے جو اس بائیکاٹ کے اثرات کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کئی صحابہؓ اور حضرت خالہ جان ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبریں یہاں پر موجود ہیں اور زیارت گاہِ خلائق۔ حضرت خالہؓ جان کا واپسی میں خچر بدک گیا تھا، آپ حضرات کو یاد ہوگا۔ دو فوجی اڈے اب تک انگریز کے پاس ہیں اخروٹری، دہکالیہ۔ ہر سال کافر کہتا ہے بس اب جا رہا ہوں۔

ضروری نکات: سیکولرزم نے حکومتی سرپرستی پائی ہے۔ نسل پرستی، یورپیزم، ماڈرنزم، مغرب پرستی وغیرہ کے ذریعہ الکحل پانی کی طرح، عریانی فحاشی کا فروغ اور ترکِ اوامر عام ہوا۔ مسلمان کے بچے بچے کو یاد نہیں اللہ کو راضی کر کے آخرت بنانا تھی۔ یورپی کافروں کی دیکھا دیکھی اور اپنے کو یورپین ثابت کرنے کی نکمی خواہش ماتحت مال اور چیزیں اکٹھی کر کے اپنی دنیا بنانے کو مقصد اصلی بنا لیا ہے۔ نہ اللہ یاد نہ آخرت۔ اس پر اترے گی اللہ کی مدد؟ انہیں بتاؤ دین کا نقشہ باقی رکھنا ضروری ہے جگہ کوئی ہو صدی کوئی ہو۔ کافر مسلم درمیان امتیاز شعائرِ اسلام سے ہوتا ہے، وہ اختیار کریں۔ سرما والا بستر ہو اور لباس۔ جماعتیں لمبا ویزہ لے کر جائیں اور بستی بستی پیدل کام اٹھائیں۔ زبان آسان ہے سیکھ لی جائے نمبر تو سبھی بیان کر سکیں۔ ایک دو جید عالم بھی ہوں بلکہ مفتی بہتر رہیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

طب و عملیات

امجد حسین

مرہم خاص برائے داد چنبل

داد، چنبل جلد کا سخت جان، موذی مرض ہے۔ جلد کو کھردری، بدنما ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ مرض بڑھتا اور پھیلتا ہے۔ انسان اس مرض کے ہاتھوں سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ کئی دفعہ یہ مرض متعدی ہو جاتا ہے۔

مطب حکیم ہارون اعظم نیازی صاحب میں مرہمِ خاص کے نام سے ڈبیہ بند مرہم اس کے لیے ہمیشہ فراہم رہتی تھی اور واقفینِ احوال اس مرہم کو بڑا مجرب، مؤثر اور زود اثر سمجھتے تھے اور اس کے لیے رجوع کرتے تھے۔

میری دلچسپی کو دیکھ کر حضرت حکیم صاحب قبلہ نے مجھے اس کا نسخہ عنایت فرمایا تھا۔ یہ نسخہ میں نے بعض احباب، اطباء کو بھی بتایا اس کی بڑی قدر کی گئی۔ آج بے اختیار جی چاہا کہ افادۂ عام کے لیے اسے طب و عملیات کے صفحات میں پیش کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے نفع پہنچائے۔ نسخہ میری بیاض سے ماخوذ ہے، جو حضرت نیازی صاحب سے دورانِ پریکٹس آپ کے افادات لکھنے کے لیے ہمیشہ میں ساتھ رکھتا تھا۔ نسخہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

پھٹکڑی سفید	50 گرام
مردار سنگ	35 گرام
سہاگہ خام	12 گرام
گوند کتیرا	12 گرام
کمیلہ	12 گرام

ان سب کو صاف کر کے کوٹ چھان لیں۔ یہ سفوف سرسوں ایک چھٹانک (1\2 62 گرام) تیل میں حل کر لیں۔ کسی شیشی، بوتل، برتن وغیرہ میں اب محفوظ کر لیں۔ وائزلین، پٹرولیم جیلی میں بھی ملا سکتے ہیں۔ حسبِ ضرورت کچھ دن روزانہ رات کو لگا لیں۔ سخت سے سخت دھدر، داد چنبل کو ختم کرتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھنوں کا صفحہ

ابنِ صدیق

دستخط کر دیں سرتاج!

''ڈارلنگ! میں بالکل اسے کیش نہیں کراؤں گی۔ آپ اچھی طرح علاج کرائیں اور پورے تندرست ہو کر آئیں، اپنا چیک محفوظ بالکل میرے ہاتھ سے واپس لیں، میں بالکل کیش نہ کراؤں گی۔ آپ سن رہے ہیں ناں سرتاج؟ زور سے بولی تو کھوسٹ (پہلی بیوی) سن لے گی۔ اسے پتہ چل گیا تو بھاگی آئے گی، پھر سارا کام خراب ہو جائے گا۔ اس لیے آہستہ بول رہی ہوں، آپ سن تو رہے ہیں ناں؟''

سرتاج جو سیٹھ بندہ ہے، اسے ڈرپیں لگی ہیں، وہیل چیئر پر اسے بمشکل گاڑی کی طرف لے جایا جا رہا ہے تاکہ ائیر پورٹ سے لندن فلائٹ پکڑ سکے۔ یہاں ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تو ہی لندن کا ارادہ کیا ناں۔ چھوٹی بیگم کو سب پتہ۔ ایک ہاتھ میں چیک بک دوسرے میں کھلا پین لیے وہیل چیئر کے پیچھے پیچھے ہے۔ سرتاج کا طواف کرتی جاتی ہے اور منت سماجت۔ ذرا سا ایک دستخط بس کرتے جاویں، میں آپ پر صدقے واری۔

منے میاں کے اے لیول یار اور گڑیا کے او لیول بڑی تعداد میں باہر لان میں انتظار کر رہے ہیں، دیکھیں چیک کس کے ہاتھ لگتا ہے۔ لاڈلے نے فیصلہ کر لیا ہے، ماں نے سیدھی طرح نہ دیا چیک تو وہ حلق پر انگوٹھا رکھے گا۔ پھر یار لوگ ہوں گے اور ہم۔

سب کو یقین ہے بوڑھا سر گباش ہو گا۔ پھر لندن کو فون جائے گا ''واپس مت لانا'' بچے ڈرتے ہیں بھئی۔ بڑی فیملی کہہ رہی واپس لائیں، چھوٹی کہہ رہی ہے کہ بالکل نہ لانا۔ چلتی چھوٹی کی ہے، بڑی تو برائے نام۔

اگر نکلا زیادہ ہی خوش قسمت اور کئی ماہ بعد آ گیا واپس تو ہی ہی ہی۔

میں نہیں دیتی تھی، بالکل نہیں دیتی تھی۔ مگر مگر تمہارا لاڈلا ہے ناں، کسی کی سنتا ہے؟ کسی طرح نہ مانا۔ سمجھو بس میرے ہاتھوں سے چھین کر لے گیا۔ اب میں کیا کرتی، تمہارا لاڈلا ہے، ابھی کل ہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

واپس آیا ہے۔ میں تو اس کی تلاش میں پاگل ہو گئی تھی، نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ کہتا ہے دوستوں نے دھوکا دیا، اماؤنٹ کا تو پتہ ہی نہیں چلا، تھوڑی سی رقم تھی، بس یوں اُڑ پڑ گئی، میں تو بڑی مشکل سے ادھار ٹکٹ لے کر گھر پہنچا ہوں۔ کہتا تھا کئی دن سے کھایا کچھ نہیں، میں نے جلدی جلدی کھانا بنایا، کھاتا ہی سو گیا ابھی اٹھا نہیں۔

میری گڑیا کہاں؟ اپنے کمرے میں ہو گی۔ جس دن سے آپ گئے روئے جا رہی ہے۔ میں کہا، بہت سمجھایا آ جائیں گے تیرے پاپا، نہ رو۔ کہتی ہے مجھے کچھ دے کر نہیں گئے، سب کچھ سوئر کے حوالے کر گئے۔ میں نے کہا وہ آئیں گے، تیرے لیے بہت کچھ لائیں گے۔ اب آپ بیٹی کا خیال رکھنا۔ (ایک تمثیل)

یہ وہ بیگم اور اولاد ہے، جس کی خاطر آپ جھوٹ، سچ، جائز، ناجائز سب کچھ کرتے ہیں۔ ان کی خاطر اپنی صحت، عافیت، آرام کو بھولے رہتے ہیں۔ یہیں نپٹ جاتا تو بھی خیر تھی، مصیبت یہ کہ لمبی، حقیقی اور دیرپا مصیبتیں اب شروع ہوں گی، جب ایک ایک چیز کا حساب شروع ہو گا۔ مال کہاں سے کمایا تھا، کہاں لگایا تھا۔

"يَـأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ"

(سورة التغابن، رقم الآية : ١٤)

"مؤمنو! تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچتے رہو" (ترجمہ جالندھری)

عورتیں بچے عام یہ چاہنے لگے ہیں کہ ان کی خاطر میاں صاحب دوزخ مول لے لے اور حرام حلال کی تمیز چھوڑ کر ہر طریقے سے ان کے لیے عیش وعشرت کے سامان فراہم کرے اور کرتا رہے۔ پس ان کی دنیا بنانے کے لیے اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔ ان کی محبت کو کبھی اپنے دل میں اتنا نہ بڑھنے دو کہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارے تعلق اور اسلام کے ساتھ تمہاری وفاداری میں حائل ہو جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے:

"ایک شخص قیامت کے روز لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے بال بچے اس کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساری نیکیاں کھا گئے''

ان کی دشمنی سے ہمیں اس لیے ہمارے رب تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کیا ہے کہ ہم ان کی جانب سے ہوشیار رہ کر اپنے دین کو بچانے کی فکر کریں۔

لیکن مار پیٹ نہیں کرنا، گھریلو زندگی کو عذاب نہیں کرنا۔ان کے ساتھ سخت گیری کا برتاؤ نہ کرو بلکہ معافی ، درگزر ، نرمی سے کام لو۔سورۂ انفال آیہ ۲۸ میں ارشاد پاک ہے کہ اگر تم اولاد اور مال کی آزمائش سے خود کو بچالے جاؤ اور ان کی محبت پر اپنے اللہ کی محبت کو غالب رکھنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے لیے بڑا اجر ہے (از تفہیم)

خود کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچانا فرض ہے۔پس اپنے اور اپنوں کے ایمان وعمل کی فکر ضروری ٹھہرتی ہے۔ بیوی بچوں کی تعلیم وتربیت کے بہت ہی اچھے اثرات دیکھنے میں آئے۔اس کوشش محنت کو ترقی دینا چاہیے۔فضائل کی گھر میں تعلیم لاجواب نسخہ ہے فی زمانہ، اہلِ باطل کو بہت کھٹکتا ہے۔

خوش رہنے کا ایک کلیہ!

''کہیں سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے بدن گرم کپڑوں کو ترس رہے ہیں تو کہیں مہنگے گرم کپڑوں میں ملبوس مالدار مزید مالدار ہونے کی ہوس میں کڑھ رہے ہیں۔کوئی بچوں کی روٹی کمانے پر فکر مند ہے تو کوئی رنگ برنگے کھانے کھا کر بدہضمی کی شکایت لیے ہوئے ہے۔کہیں معصوم بچے بموں کی آواز سے دہشت زدہ ہیں تو کہیں بچوں کی ایک آہ پر مہنگے کھلونے انکی جھولی میں ڈالے جاتے ہیں۔کسی کو چند بوند پانی کی طلب ہے تو کسی کے ہاں پانی کا اسراف حد سے بڑھا ہوا ہے۔کوئی موٹر سائیکل بھی افورڈ نہیں کر سکتا تو کوئی کروڑوں کی گاڑی خرید کر بھی مطمئن نہیں۔یہ دنیا ایسی ہی ہے۔اس میں دل لگانا حماقت ہے۔اپنی محرومیوں کا موازنہ دوسروں کی عطاؤں سے نہ کیجیے۔ بلکہ اپنی عطاؤں کا موازنہ دوسروں کی محرومیوں سے کیجیے۔خوش وخرم رہنے کا یہی کلیہ ہے''

(توصیفُ الحسن)

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن دستورِ حیات اللہ یار خان عشرتی

توحید و یکتا پرستی پر دلیلِ نظام

مسلم فلاسفروں میں علامہ ابنِ رشد رحمہ اللہ قرآن مجید کے طرزِ استدلال کو ''دلیلِ نظام'' کا نام دیتے ہیں۔ یہ فلسفیانہ اور منطقی طرزِ استدلال کی بجائے تجرباتی، مشاہداتی اور حسی طرز ہے، جو عام سے عام شخص بھی اپنے متبادر مفہوم سے سمجھ سکے اور خواص اہلِ علم و محققین کے لیے خود اپنی نصوص کی گہرائی میں ایسے عمیق خزانے، جواہرات اور موتی، عمدہ مفاہیم و معانی کے چھپے ہوں کہ عقلِ انسانی ورطۂ حیرت میں ڈوب جائے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، الوہیت، ربوبیت، خالقیت، مالکیت اور رزاقیت وغیرہ پر کائنات و موجودات میں موجود نظم وضبط، ڈسپلن، باقاعدگی، مقوی وصوری جمال و کمال، زمان و مکان، ذرہ و کرہ، عرش و فرش، عالم سفلی و عالمِ بالا، عالمِ مادی و عالمِ معقول چرند پرند، نبات، جماد، انسان، حیوان، جانباز، بے جان، معدنیات، جمادات، نباتات، دریا، سمندر، پہاڑ، سلسلۂ روز وشب اور زمانے کی بوقلمونیاں ان سب چیزوں کو قرآن موقعہ بموقعہ توحید کے استدلال واستشہاد میں پیش کرتا ہے۔ دلیلِ نظام سے ابنِ رشد کی یہی مراد ہے۔

چنانچہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 163 میں اللہ کی الوہیت و وحدانیت کا بیان ہے۔ اللہ پاک نے اپنی الوہیت کو تمام انسانوں کو مخاطب کر کے ان پر لاگو قرار دیا ہے۔ پھر آیت 164 میں بہت تفصیل کے ساتھ دلیلِ نظام کے طور پر زمین سے آسمان تک، ذرات سے کہکشاؤں تک، عرش سے فرش تک، زمان سے مکان تک، کتنی ہی چیزوں اور ان کے عمدہ و مستحکم نظام و سسٹم کی اس توحید والوہیت پر گواہ ، دلیل بنا کر پیش کیا ہے، اور انسانی عقل کو مخاطب بنایا ہے کہ اس جوہرِ لطیف کے حاملین اگر غور وفکر، تفکر وتدبر نظام عالم میں اور اس کی ایک ایک چیز میں کریں تو بانگِ دہل ہر مخلوق و موجود پکارتی نظر آئے گی کہ میں کسی کامل الفن ذات کے کمال و ہنر کا جلوہ ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موجِ کوثر (از پیامِ مصطفیٰ آگاہ شو) حسین بامحمد

دینداری کا حسن لغویات وفضولیات سے بچنے میں ہے

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۱۷، أبواب الزهد)

مفہوم: ”آدمی کے اسلام کا حسن اس کا لایعنی اور فضول ہر چیز سے بچنا، اجتناب کرنا ہے“

وضاحت: اسلام اور ہر آسمانی شریعت انسان کو مقصدِ زندگی سکھاتی اور زندگی کو مقصد عطا کرتی ہے۔ ظاہر ہے جس کی نظر موت سے بھی آگے اور آگے سے آگے، قبر برزخ، حشر، محشر، حساب کتاب، جزا سزا، جنت جہنم، نامۂ اعمال، میزانِ عمل، پل صراط جیسے درپیش وسیع وعریض، طویل ومدید، شدید و عمیق نظاموں، مرحلوں، سلسلوں اور امتحانوں پر ہو جو ہر انسان کو درپیش ہے۔ یہی سب نبیوں نے امتوں کو سکھایا ہے، ہمیشہ امتوں کا عروج وزوال، نشیب وفراز، خوش حالی وبدحالی، نیک بختی وبدبختی، شقاوت وسعادت اپنی مقاصد کے ساتھ زندگی کو مقصدیت فراہم کرنے یا ان مقاصد سے انکار و انحراف کر کے زندگی کو مقصدیت سے محروم رکھنے اور فانی وبے ثبات دنیا کی چندروزہ حیات کو عیش و عشرت، خوش عیشی وخواہش پرستی کی نذر کرنے کے گرد گھومتی ہے۔

آج کے دور کا یہ المیہ شاید ہر دور سے بڑھ کر ہے کہ سائنس وٹیکنالوجی کی تسخیرات نے اسبابِ عیش و سامانِ راحت سے زندگی کو سہولتوں سے جس قدر بھر دیا۔ سماج وسوسائٹی اور انسانی معاشروں کو مادی حد تک اس دنیا میں جنت کا نمونہ دکھانا چاہا، اتنی ہی روح اور اس کے تقاضے، روحانیت اور اس کے مقتضیات نظر انداز ہو گئے۔ جتنی جسم ومادہ کو آسائشیں حاصل ہوئیں، اسی تناسب سے روح کی بے چینی وبے قراری بڑھ گئی۔ انسان کی شخصیت ادھوری ہو گئی، اس خلا کو پُر کرنے کے لیے وہ طرح طرح کے لغویات، فضولیات اور شرمناک امور پر ٹوٹ پڑا، اور اس میں مگن ہونے کو کمال وجدت، ماڈریٹ، سپر ماڈریٹ قرار دینے لگا۔ کھیل کود، فلم ڈرامہ، موسیقی، مصوری، آرٹ کی اور کئی چیزوں میں جس غلو کی حد تک قومیں اور سوسائٹیاں ڈوبی ہوئی ہیں، ملکوں اور ریاستوں کے محیر العقول بجٹ اور وسائل ان چیزوں میں لگ رہے ہیں۔ یہ پوری انسانیت کے لیے المیہ اور بحران ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com